سلسلہ نمبر 1

مغرب میں مذہب

اہلِ مشرق کیلئے ایک لمحہ فکریہ
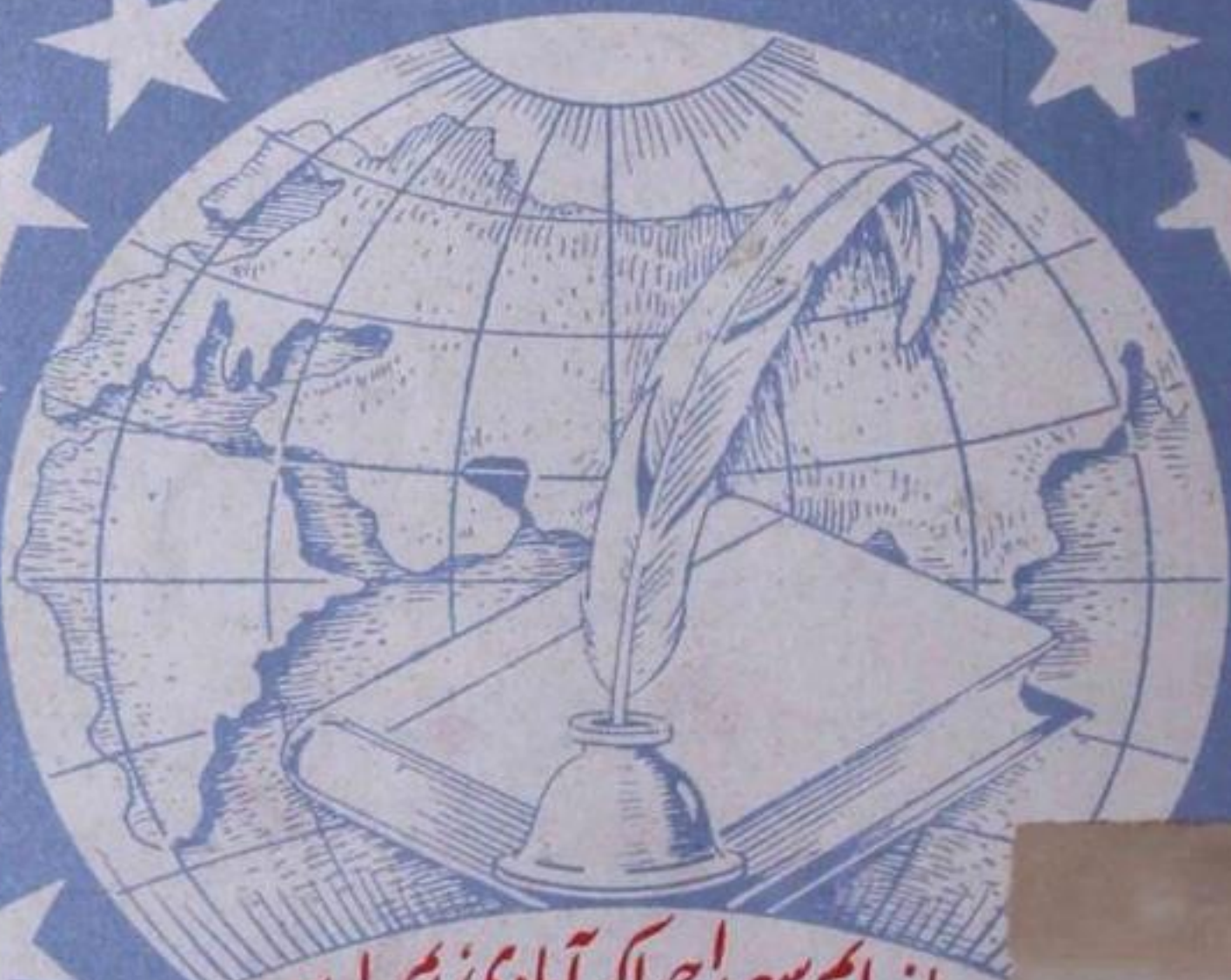
از ایم سعید احمد اکبر آبادی ایم اے
پروفیسر علی گڑھ یونیورسٹی

ناشر:- ادارۂ اشاعتِ علومِ اسلامیہ - جہلیک ملتان شہر

قیمت
20 پیسے

عالمی ادارۂ تبلیغ

ہمارا مقصد و مسلک

انبیاء علیہم السلام کی تشریف آوری کی اصل غرض دین کی تبلیغ، کردار کی تعمیر اور معاشرہ کی تہذیب تھی جب تک انسان عقائد کی حدود، عبادات کے ارکان، معاملات کے احکام، معاشرت کے اصول اور اخلاق کے ضوابط معلوم کر کے ان پر عمل پیرا نہ ہو، ایک پاکیزہ معاشرہ وجود میں نہیں آسکتا۔ تعلیم و تبلیغ دین کا سب سے بڑا ذریعہ دینی مدارس اور محراب و منبر ہیں جو حضرات وہاں تک نہیں پہنچ سکتے، یا ضخیم دینی لٹریچر پڑھنے کیلئے وقت نہیں نکال سکتے یا قیمتی دینی لٹریچر نہیں خرید سکتے ان تک قلم و قرطاس کے ذریعہ عصری مذاق اور جدید تقاضوں کے مطابق قرآن و اسلام کا پیغام دنیا کے کونہ کونہ میں پہنچانے کیلئے یہ ادارہ قائم کیا گیا ہے۔

تبلیغ دین ایک فرض کفایہ ہے اسکی ادائگی کی یہ سہل و آسان صورت پیدا کی گئی ہے کہ دینی شعور و بصیرت پیدا کرنے اور اسلامی تعلیمات و روایات کو عام کرنے کیلئے یہ ادارہ ہر ماہ مختلف موضوعات پر حسین و دلنشین انداز میں چھوٹے چھوٹے پمفلٹ شائع کریگا جو سیاسی اور اختلافی مسائل سے پاک ہونگے اور چند پیسوں میں مہیا کئے جائینگے آپ اس ادارہ کے رکن بن کر ہر ماہ ایک روپیہ یا اس سے زائد کے پمفلٹ خرید کر نو تعلیم یافتہ یا متعلقہ طبقہ میں تبلیغاً مفت تقسیم کر دیں، دوسروں کو بھی اسکا رکن بنائیں اور صاحب استطاعت و صاحب زکوٰۃ حضرات یہ پمفلٹ گھر گھر پہنچانے کیلئے ادارہ کی مستقل مالی امداد فرمائیں، ایسے وقت میں جبکہ شعائر اسلام مٹتے چلے جا رہے ہوں دین کو رواج دینے کیلئے ایک کوڑی خرچ کرنا اللہ کی راہ میں لاکھوں روپے خرچ کرنے کے برابر ہے۔

سر دست یہ سلسلہ اردو میں شروع کیا جا رہا ہے اگر آپ کا مستقل تعاون حاصل رہا، تو انشاء اللہ کچھ عرصہ بعد اسے انگریزی میں بھی شروع کر دیا جائے گا۔ تاکہ اسے بیرونی ممالک تک وسعت دی جا سکے۔ یہ ادارہ کسی جماعت کا نقیب یا ترجمان نہیں اس کا مقصد خالصتاً للہ دین کی خدمت ہے اور اس غرض کیلئے ارباب دین و دانش اور ارباب ثروت و اقتدار کا تعاون حاصل کرنا ہے۔

منشی عبدالرحمٰن خان ناظم اعلیٰ ادارۂ اشاعت علوم اسلامیہ۔ چہل بیک۔ ملتان شہر فون نمبر ۲۶۰۵

5,000, 28-3-65

۷۸۶

حرفِ آغاز

مادیّت اور سائنس

کائنات کی موجودات سے تجربات و تجزئیات کے ذریعہ استفادہ کرنے کا نام سائنس ہے۔ سائنس کا کام نئے نئے مادی ذرائع و وسائل پیدا کرنا ہے اور انسان کے دل و دماغ کا کام، ان کو استعمال میں لانا ہے۔ انسان نے جب پہلی بار اس دُنیا کے رنگ و بو میں قدم رکھا، تو اس نے خود کو مادیات یعنی جمادات، نباتات اور حیوانات میں گھرا ہوا پایا۔ اس نے اس عجائب گھر کی ہر ایک چیز کا بغور جائزہ لیا۔ اور عقل و فکر کی مدد سے اس نے سب سے پہلے گھریلو برتن، زراعتی ساز و سامان اور مدافعتی ہتھیار تیار کئے۔ اور اس طرح آہستہ آہستہ دُنیا کی ہر ایک چیز سے استفادہ کرتا چلا آرہا ہے۔ گویا انسان کو سب سے پہلے مادّیت سے واسطہ پڑا۔ اس کے بعد سائنس سے، اس کے بعد مذہب آیا اور اس نے بتلایا کہ ان مادی ذرائع و وسائل اور سائنسی ایجادات و اختراعات سے کس طرح فائدہ اٹھانا ہے۔ مذہب نے مادہ و سائنس پر جو کنٹرول بٹھایا۔ وہ حضرتِ انسان کو پسند نہ آیا۔ اس نے ہر چیز کو مذہبی ہدایات کے

خلاف اپنی مرضی ومنشاء کے مطابق استعمال کرنا شروع کر دیا جس سے بحر و بر میں فساد برپا ہوا - اور انسان اپنا سکون واطمینان کھو بیٹھا۔

سائنس سے مایوسی

سائنس کی ترقی کے ساتھ ساتھ اس کا غلط استعمال انسان کے لیے سوہانِ روح بنتا گیا۔ اور عہد کٹوریہ کے صاحب بصیرت ناول نویس جارج کسنگ کو صاف صاف لکھنا پڑا کہ :-

" مَیں سائنس سے نفرت کرتا ہوں اور اس سے خائف ہوں کیونکہ میرا یقین ہے کہ اگر ہمیشہ کے لیے نہیں تو بڑے عرصہ تک یہ انسان کی بے رحم دشمن رہے گی۔ مَیں دیکھ رہا ہوں کہ یہ زندگی کی تمام سادگی، مروّت اور حسن کو غارت کر رہی ہے مَیں دیکھ رہا ہوں کہ یہ تہذیب کے بھیس میں بربریت کو بحال کر رہی ہے۔ مَیں دیکھ رہا ہوں کہ یہ انسان کے ذہن پر تاریکی کا پردہ ڈال رہی ہے اور اس کا دل پتھر کا بنا رہی ہے مَیں دیکھ رہا ہوں کہ یہ ان گنت تنازعوں کا دور شروع کر رہی ہے جس کے سامنے "زمانہ قدیم کی ہزار جنگیں" ماند پڑ جائیں گی۔ اور جو غالباً انسان کی تمام گاڑھے پسینہ کی کارگزاریوں کو بے نظمی کے خونی سمندر میں غرق کر دے گی "۔[1]

بڑی بڑی موجودہ حکومتوں کے ہلاکت آفرین ایٹمی ہتھیار اور فلاکت آفرین دفاعی بجٹ اس مفکر کے خدشات کو حرف بحرف صحیح ثابت کر رہے ہیں

مایوسی کے اسباب

جن لوگوں نے لیبارٹریوں میں سکون و اطمینان کی تلاش شروع کی تھی ان لوگوں کو بقول جارج لنڈبرگ صدر شعبۂ عمرانیات واشنگٹن یونیورسٹی :-

---

[1] کیا سائنس ہمیں بچا سکتی ہے ص ۱۳۶

"کیمیائی لیبارٹری سے توقع تھی کہ وہ کوئی ایسا پلاسٹک، دوا یا اکسیر مُہیا کرے گی۔ جس سے نسلی اور ثقافتی امتیازات محو ہو جائیں گے۔ اور عدم رواداری حسد، حرص، رواداری اور اخوت میں بدل جائے گی۔ ظاہر ہے کہ ان کی ایسی اُمیدوں کے لیئے مایوسی مقدر ہے جن نتائج کے وہ متمنی ہیں۔ ان کی تلاش لیبارٹریوں میں بے سود ہے"......... "ہمیں طبیعیات سے مُعاشرتی مسائل حل کرنے کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے۔ ہم پنسلین سے توقع نہیں رکھ سکتے کہ وہ آجر اور اجیر کے تنازعوں کا تصفیہ کر دے گی نہ ہی ہم برقی لیمپوں سے توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ تاریک ذہنوں اور جذبات کو منوّر کر سکیں گے۔ ہم جوہری انشقاق سے توقع نہیں رکھ سکتے، کہ وہ ہم پر معاشرتی جوہر کی نوعیّت اور اس پر ضبط کا طریقہ منکشف کر دے گا۔" (ایضاً ص ۱۹۳)

روحانی۔ اخلاقی اور مُعاشرتی مسائل کا حل سائنس کے پاس نہیں مذہب کے پاس ہے اس لیئے جارج لنڈبرگ لکھتے ہیں:۔

"حقدار کو اس کا حق دیا جائے یعنی سائنس کو سائنس کے موضوعات سپرد کیئے جائیں اور مابعد الطبیعّیات کو مابعد الطبیعیات کے۔" (ایضاً ص ۱۶۱)

سائنس کی روز افزوں ترقیّوں کے ساتھ ساتھ انسان کی بے چینی و اضطراب بھی بڑھتا جا رہا ہے اور وہ "شاندار مستقبل" سے روز بروز مایوس ہو کر، سکون و اطمینان کی تلاش میں مذہب کی طرف واپس لوٹ رہا ہے

علی گڑھ یونیورسٹی کے شعبۂ دینیات کے صدر پروفیسر سعید احمد اکبر آبادی جب سنہ ۱۹۶۲ء کے آخیر میں وزٹینگ پروفیسر کی حیثیّت سے کچھ عرصہ کے لیئے

انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز مک گل یونیورسٹی مونٹریل (کینیڈا) میں اسلامیات پر لیکچر دینے کے لئے گئے تو انہیں مغربی دنیا کی سیر و سیاحت کا بھی موقعہ مل گیا۔ اور وہ سائنس کی دنیا میں مذہب کی فرمانروائی دیکھ کر حیران رہ گئے۔ "مغرب میں مذہب" کے زیر عنوان انہوں نے جو مشاہدات سپرد قلم کئے ہیں وہ بشکریہ ماہنامہ "برھان" دہلی ہدیہ قارئین کرام کئے جاتے ہیں۔

یہ مشاہدات و واردات ہمارے نو تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے چراغ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں جو مغرب کی مادی ترقی کو خدا فراموشی اور خدا بیزاری کا نتیجہ سمجھ کر روز بروز خدا اور مذہب سے دور ہوتا چلا جا رہا ہے اور مذہب کی رہنمائی میں چلنے کی بجائے سائنس کی روشنی میں چلنے کو ترجیح دے رہا ہے حالانکہ بقول ماہر علوم طبیعی ارونگ ویلیم نابلاخ:-

" سائنس ایک ایسا ہمہ گیر علم نہیں جس سے سارے مسائل حل کئے جا سکیں۔ سائنس صداقت، حسن اور مسرت کا پوری طرح احاطہ نہیں کر سکتی۔ سائنس زندگی کی بھی کوئی تسلی بخش تعبیر نہیں کر سکتی اور نہ ہی اس سے زندگی کا کوئی مقصد متعین ہوتا ہے" (خدا موجود ہے ص ۱۵۷)
کیونکہ فلسفی اور سائنسدان میرٹ سٹینلے کان ڈان کے قول کے مطابق "سائنس ایک ایسا علم ہے جس کی بنیاد تجربہ پر ہے جس میں بشری خامیوں اور کوتاہیوں کا امکان ہے جس کی ابتدا و انتہا قیاسیات پر ہے اور جہاں حزم و یقین کا کوئی گزر نہیں"۔ اسی لئے میکانیات کی دنیا میں روحانیات کا بول بالا ہے۔

۱۷ مارچ ۱۹۶۵ء

احقر العباد
منشی عبدالرحمٰن خان

مغرب میں مذہب

غلط نظریات و تصوّرات

ہم میں بہت سے لوگ جنہیں یورپ جانے کا اتفاق نہیں ہوا، یہ سمجھتے ہیں کہ مغرب میں مذہب، خُدا پرستی اور رُوحانیت کا کہیں وجُود نہیں وہاں مادہ پرستی کا زور ہے اور گناہ یا ثواب کا کوئی تصوّر نہیں حالانکہ یہ بات غلط ہے ٹھیک ایسے ہی جیسے ہمارا یہ سمجھنا غلط ہے کہ ہم میں وُہ لوگ جو مغربی طرزِ زندگی کو پسند کرتے اور مغربی لباس میں نظر آتے ہیں اور اسی طرح جو خواتین پردہ نہیں کرتیں اور مردوں کے ساتھ اٹھتی بیٹھتی ہیں دونوں مذہب سے بیگانہ اور اس کی روایات و تعلیمات و تہذیب سے ناآشنا ہوتے ہیں۔

اب ہر ملک میں آپ کو بکثرت ایسے مُسلمان نظر آئیں گے کہ دیکھنے میں بالکل فرنگی، لیکن نماز روزہ کے سختی سے پابند اور اس کی روایات و شعائر کا ادب پُورے طور پر ملحوظ! جو بات غلط ہے وُہ بہر حال غلط ہی رہے گی اور ایک مردِ پارسا کے پینے سے شراب جائز نہیں ہو جائیگی۔ لیکن گذارش کا مقصد یہ ہے کہ کسی شخص یا کسی قوم کی محض ظاہری شکل و صُورت کو دیکھ کر اس کے باطنی معتقدات و افکار اور اخلاق کردار کے متعلق فیصلہ کر دینا قرینِ انصاف نہیں۔

مذہب سے عقیدت

چنانچہ ایک مشرقی جب یورپ میں پہلے پہل داخل ہوتا ہے تو اسے یہ دیکھ کر حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی کہ جس خطۂ زمین کو وُہ مذہب، اور

خدا شناسی سے بالکل بیگانہ سمجھے ہوئے تھا وہاں کی عام زندگی آج بھی بڑی حد تک مذہب کے
زیر اثر ہے، یوں تو جدت پسندی کیساتھ قدامت پرستی کے مظاہر و آثار پورے یورپ میں بکھرے
ہوئے ہیں لیکن مونٹریل کا عالم تو یہ ہے کہ جس طرح ہر بڑے بازار میں آپ کو بکثرت ایسی دکانیں
ملیں گی جہاں قدیم چیزیں از قسم فرنیچر ظروف دادائی لباس۔ اسلحہ اور سامانِ آرائش وغیرہ فروخت
ہوتی ہیں۔ اسی طرح بلکہ اس سے کہیں زیادہ گرجا اور یہودی معابد آپ کو قدم قدم پر نظر
آئیں گے اِدہر اُدہر مذہبی ادارے بائبل سوسائٹیاں بھی دکھائی دیں گی حقیقت یہ ہے کہ مذہبی
ادارے اور مراکز جس تنظیم، ایثار و خلوص اور سادگی و جوش کے ساتھ اور بڑے وسیع پیمانہ پر
مغرب میں کام کر رہے ہیں مشرق ان سے بہت کچھ سبق حاصل کر سکتا ہے جس طرح نیویارک
اونچی اونچی عمارتوں کا شہر کہلاتا ہے اسی طرح مونٹریل گرجاؤں کا شہر ہے اور گرجا بھی کیسے؛
نہایت عالی شان، بہت وسیع اور نہایت قیمتی ساز و سامان سے آراستہ و پیراستہ، اتوار کو یا کسی
تقریب کے دن مردوں، عورتوں بوڑھوں اور جوانوں کا ان میں ہجوم ہوتا ہے، جو بڑے اہتمام
کے ساتھ صاف ستھرا لباس پہن کر یہاں جمع ہوتے اور عبادت کرتے ہیں، عبادت کے اوقات
کے علاوہ ان گرجاؤں میں وقتاً فوقتاً ایسے مرد و عورتیں بھی ملیں گے جو نہایت خاموشی کے ساتھ کسی
ایک گوشہ میں مراقبہ (MEDILATION) کر رہے ہیں آئے دن مذہبی تقریریں ہوتی رہتی ہیں
جن کو بڑی دلچسپی اور شوق و توجہ سے سنا جاتا ہے۔

مذہب سے وابستگی

مونٹریل کا سب سے زیادہ کثیر الاشاعت اور ضخیم اخبار مونٹریل اسٹار ہے اس اخبار کے سنڈے ایڈیشن چار صفحے بلا ناغہ
بڑی پابندی کے ساتھ خالص مذہبی مضامین و مواعظ کے لئے وقف رہتے ہیں اس کے علاوہ
دوسرے اخبارات و رسائل میں بھی مذہبی مقالات و مضامین برابر شائع ہوتے ہیں یہاں پروٹسٹنٹ کے

مقابلہ میں کیتھولک عیسائیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور یہ لوگ مذہب کے معاملہ میں بڑے کٹر اور سخت ہوتے ہیں، پورے ملک میں جگہ جگہ ان کے اپنے سکول ہیں جہاں بچوں اور بچیوں کو مذہبی تعلیم لازمی طور پر دی جاتی ہے اس کے علاوہ یونیورسٹیوں میں بھی فیکلٹی آف تھیالوجی کے ماتحت مذہب کی اعلیٰ تعلیم اور ریسرچ کا بندوبست ہے، مذہب یہاں کی زندگی میں کتنا دخیل ہے! اس کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ مونٹریل میں بازاروں، سڑکوں اور گلی کوچوں کے نام اکثر و بیشتر کسی بزرگ مذہبی شخصیت اور مقدس پیشوا کے نام پر ہیں۔ مونٹریل میں عیسائیوں کے ساتھ یہودی بھی بہت بڑی تعداد میں آباد ہیں اور اپنی قومی روایات کے مطابق یہاں کی تجارتی اور صنعتی و حرفتی زندگی پر چھائے ہوئے ہیں ان کی مذہبی تنظیم بھی بڑی مضبوط اور وسیع ہے جس کے ماتحت یہ لوگ مذہبی تعلیم و تربیت اور مذہبی عبادات و فرائض کی بجا آوری کا اہتمام و انتظام کرتے ہیں۔ یہ لوگ مذہبی معاملات و مسائل میں عموماً اس قدر سخت ہیں کہ یہودی ذبیحہ (کوشر) کے علاوہ اور کوئی ذبیحہ نہیں کھاتے ایک مرتبہ ریل کے ذریعے مونٹریل سے نیویارک جاتے ہوئے میرا اور ایک یہودی فیملی کا ساتھ ہو گیا۔ یہ فیملی ایک مرد، ایک عورت اور دو بچوں پر مشتمل تھی، مرد کی عمر تیس بتیس برس سے زیادہ نہیں ہو گی لیکن ڈاڑھی بڑی گنجان و دراز تھی، باتوں باتوں میں انہوں نے بتایا کہ اگر کسی شہر میں کوشر دستیاب نہ ہو تو وہ ترک لحم کر دیں گے اور دوسری چیزوں پر قناعت کریں گے۔

یورپ اور امریکہ میں جو یونیورسٹیاں ہیں ان میں سے اکثر و بیشتر کسی نہ کسی مذہبی سوسائٹی یا مذہبی ادارہ کے ماتحت یا کم از کم اُس کے زیرِ اثر ہیں اسی وجہ سے ان یونیورسٹیوں کے سب سے بڑے دروازہ کی محراب پر حضرتِ عیسیٰ کا قول یا انجیل کی کوئی عبارت کندہ ہے اور عام طور پر ہر یونیورسٹی کے ساتھ ایک گرجا بھی ہوتا ہے ان یونیورسٹیوں میں جو تقریبات ہوتی ہیں ان کا آغاز

اور انجام دونوں عام طور پر دعا سے ہوتے ہیں اور یونیورسٹیوں کا کیا ذکر! شاید آپ کو معلوم ہو، چار سو برس کی مدت ہو گئی اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ انگلینڈ کے دارالعلوم (HOUSE of - COMMONS) کے کسی ایک دن کی کارروائی بھی دعا کے بغیر شروع ہو گئی ہو۔

مذہبی شعور کی بیداری

کناڈا چونکہ اپنی مذہبیت کے لئے سب سے زیادہ نمایاں اور ممتاز ہے اس لئے راہبوں (MONKS) اور راہبات (NUNS) بھی یہاں کثرت سے نظر آتے ہیں ان مردوں اور عورتوں کا تو خیر کام ہے ہی دنیا سے الگ تھلگ رہ کر شب و روز عبادت میں مصروف رہنا ان کے علاوہ عام مرد اور عورتیں بھی مجموعی طور پر مذہبی سرگرمیوں اور احساسات و جذبات سے عاری نہیں ہیں۔ اس کا اندازہ ان کی عام گفتگوؤں، مذہبی اجتماعات، مذہبی سرگرمیوں اور مذہبی تیوہار کے موقع پر ان کے اہتمام و انتظام اور مذہبی لٹریچر کی بکثرت اشاعت اور ان لوگوں کی مشنری سرگرمیوں سے ہوتا ہے کہتے ہیں کہ آج سائنس اور ٹکنالوجی کا زمانہ ہے اور ان چیزوں نے انسان کو مذہب سے بیگانہ بنا دیا ہے لیکن امریکہ اور یورپ میں جو لٹریچر پیدا ہو رہا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مذہب اور سائنس دونوں ساتھ ساتھ چل رہے ہیں اگر ایک طرف ہکسلے کی کتاب انسان اکیلا کھڑا ہے Man Stand alone مذہب کی مخالفت اور اس کے معتقدات کے رد میں شائع ہوتی ہے تو فوراً اس کے جواب میں ایک نہایت معقول اور مدلّل کتاب خدا کے وجود کے اثبات میں "انسان اکیلا نہیں کھڑا ہے (Man does not Stand alone) شائع ہو جاتی ہے اور حق یہ ہے کہ مادی زندگی کے بحران و تلاطم، دولت کی افراط، لذائذِ حیات کی بہتات سائنس کی ہلاکت انگیز ایجادات و اختراعات گذشتہ دو عظیم جنگوں کی تباہ کاریاں بین الاقوامی تنازعات و کش مکش، سنٹرل ایشیا

اور یورپ کے ایک حصے میں کمونزم کی فتوحات اور چیرہ دستیاں ان سب نے مل جل کر امریکہ اور یورپ کے انسان میں روحانی طمانیت وسکون کی تلاش کا جذبہ اور مذہبی شعور جو ہر انسان کے نہاں خانۂ قلب میں فطرتاً مستور رہتا ہے اسے بیدار کر دیا ہے۔ مغربی تہذیب کے جو عناصر اپنے اندر ایک قسم کا آتش گیر مادہ رکھتے ہیں اور جو یورپ میں صنعتی انقلاب کا فوری نتیجہ ہیں۔ ان پر جس طرح ایک مشرقی ذہن تنقید اور نکتہ چینی کرتا ہے۔ آج یورپ اور امریکہ میں مصنفین و مصلحین کا اچھا خاصہ ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے جو برملا اپنی تحریروں اور تقریروں میں اپنی تہذیب اور سماج کے تخریبی اور خدا فراموش عناصر کی دل کھول کر مذمت کر رہا ہے۔

دعوت الی اللہ

میں متعدد مذہبی اجتماعات میں ایک عام سامع کی حیثیت سے شریک ہوا تو میں نے دیکھا کہ اکثر وبیشتر تقریروں میں مادہ پرستی اور لذائذِ جسمانی میں انہماک کی برائی کی جاتی اور خدا کی طرف واپس لوٹنے کی دعوت دی جاتی تھی، امریکہ کا ایک مشہور مبلغ جس کا تذکرہ کئی بار ریڈرس ڈائجسٹ میں بھی آچکا ہے، اس کی تقریر اور واعظ کا ٹیپ کا بند سوائے (BACK TO GOD) کے اور کچھ ہوتا ہی نہیں اور تقریر کی اثر انگیزی کا یہ عالم ہے کہ جہاں کہیں وہ جاتا ہے، عیسائی اور دوسرے مذاہب کے مرد اور عورت ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوتے اور چیخ مار مار کر روتے ہیں۔ بے پناہ مقبولیت کی وجہ سے جس کسی ملک میں اپنے اسٹاف کے ساتھ پہونچتا ہے وہاں کی حکومت کو اس کے قیام وغیرہ کے لئے خاص انتظامات کرنے ہوتے ہیں۔ سکریٹری اور اسسٹنٹ سکریٹریوں کا ایک لشکر ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔ اس کے نام روزانہ جو خطوط آتے ہیں ان کا روزانہ اوسط کم وبیش پانچ سو ہے۔ اس مشنری کا نام بلی گراہام (BILLY GRAHAM) ہے اس کے مواعظ کی شعلہ افشانی کا اندازہ اس ایک بات

سے ہو سکتا ہے کہ موثق اطلاعات کے مطابق اس شخص نے ۵۵ئہ میں برطانیہ عظمیٰ کا دورہ کیا تو بیس لاکھ مرد اور عورت، بوڑھے اور جوان اس کی تقریروں میں شریک ہوئے۔ لندن میں اس کا قیام صرف ایک ہفتہ رہا۔ اس ایک ہفتہ میں اس نے چار لاکھ سے زیادہ انسانوں کو خطاب کیا ان میں سے تیس ہزار مردوں اور عورتوں نے اس کے سامنے عہد کیا کہ "آئندہ وہ مذہبی زندگی بسر کریں گے"۔ ڈاکٹر ٹاؤنلے لارڈ
(DR TOWNLAY LARD)
اور سر فرینک مڈلیکوٹ ممبر پارلیمنٹ (SIR FRANK MEDLICOT M.P)
دونوں کا بیان ہے (ریڈرس ڈائجسٹ اکتوبر ۵۵ئہ ص ۲۷، ۲۸)
انگلستان میں جہاں کہیں ہم گئے ہیں ہم نے دیکھا ہے کہ بلی گراہام کے دورہ کے بعد وہاں کی فضا بالکل بدل گئی ہے۔ پہلے جو لوگ مذہب بیزار تھے۔ اب ان میں مذہبی جوش اور ولولہ پایا جاتا ہے۔ اور جو مذہب پر گفتگو پسند نہیں کرتے تھے اب انہیں اٹھتے بیٹھتے مذہب کا ہی ذکر ہے، عام مسلمانوں کی طرح پہلے میں بھی یہ سمجھتا تھا کہ اسلام پر مختلف زبانوں میں لٹریچر کا جو عظیم ذخیرہ ہے وہ کسی اور مذہب کو نصیب نہیں لیکن ایک مرتبہ مکگل یونیورسٹی لائبریری میں مذہب کے سیکشن اور پھر اس یونیورسٹی کے ماتحت فیکلٹی آف تھیالوجی کے اپنے کتب خانہ کا جائزہ لیا تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں، دونوں جگہ بلا مبالغہ پچاس ہزار سے کم کتابیں نہیں ہوں گی جو صرف عیسائیت سے متعلق تھیں۔

روحانی اقدار و اثرات

ایک مرتبہ انسٹی ٹیوٹ میں مذہب اور ریاست پر گفتگو ہو رہی تھی میں نے

اس سلسلہ میں بطور اظہار تعجب کہا کہ اگر مسلمان حکومتیں جنگ کی تیاری کر رہی ہیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیوں کہ دشمنوں کے ڈر سے جنگ کی تیاری کرنا خود اسلام کی تعلیم ہے البتہ تعجب اور حیرت اس پر ہے کہ شریعت عیسوی کی پیرو اقوام کس طرح جنگ کا اہتمام اور بندوبست جائز سمجھتی ہیں، اس پر پروفیسر اسمتھ نے کہا کہ "مسٹر کینڈی صدر امریکہ چونکہ کیتھولک ہیں اس لئے وہ کہتے ہیں کہ ہم جنگ کی تیاریاں جو کچھ کر رہے ہیں وہ جنگ روکنے کے لئے کر رہے ہیں لیکن اگر کبھی ایسا موقع آیا کہ جنگ کرنی ہی پڑی تو مسٹر کینڈی نے اعلان کیا میں خود صدارت سے مستعفی ہو جاؤں گا۔" فرمایئے کہ کیا اس ذہن کو بھی آپ یہ کہیں گے کہ اس کے افکار اقبال کے "اصطلاحی عشق" کی آمیزش سے معرا ہیں، جنوبی امریکہ میں رنگ ونسل اور کالے گورے کا سوال کس قدر پیچیدہ اور سخت ہے! ہر باخبر شخص اس سے واقف ہے کہ آخر خود مسٹر کینیڈی ہی اس شورش وجنون کی بھینٹ چڑھ گئے! سنہ ۱۹۶۲ء کے آخر مہینوں کا ذکر ہے، امریکہ کے ایک شہر برمنگھم (اس نام کا ایک شہر انگلینڈ میں بھی ہے) کے ایک سکول میں دو نیگرو لڑکے داخل ہوئے، سفید فام لوگوں نے اس پر سخت احتجاج کیا اور حسب عادت ومعمول قسم قسم کی شرارتیں کیں، آخر اسکول کی انتظامیہ کمیٹی کا جلسہ اس پر غور کرنے کے لئے بلایا گیا، شام کے چار پانچ بجے کے درمیان کا وقت ہوگا کہ اسکول کی عمارت میں انتظامیہ کمیٹی کے ممبر اس پر غور کر رہے تھے کہ موجودہ فساد بدامنی کی موجودگی میں ان افریقی بچوں کو اسکول میں رہنے دیا جائے یا ان کو خارج کر دیا جائے اور ادھر سفید فام فسادیوں نے اسکول کی پوری عمارت کو منتظمہ کمیٹی پر دباؤ ڈالنے

کی غرض سے گھیر رکھا تھا، ٹھیک اس وقت صدر کینیڈی نے اپنے دفتر سے
برمنگھم کے ان فساد پروروں کے نام ایک تقریر نشر کی جسے ٹیلی ویژن پر
میں نے بھی سُنا تھا، یہ عجیب وغریب اور نہایت پرجوش، ولولہ انگیز تقریر تھی۔
اس میں صدر کینیڈی نے انسانیت۔ شرافت اور جمہوریت کا واسطہ دے کر
بڑے درد انگیز لب و لہجہ میں ان لوگوں سے درخواست کی تھی کہ اسکول میں
نیگرو بچوں کے داخلہ پر احتجاج نہ کریں اس تقریر میں جو خلوص، جوش
اور جذبہ تھا وہ اس بات کی روشن دلیل تھا کہ مقرر کا دل روحانی اقدار انسانیت
کی عظمت سے پُر ہے۔ اس کے علاوہ اور لوگوں سے بھی سُنا کہ مسٹر کینیڈی
کٹر مذہبی انسان تھے۔ ہر اتوار کو گرجا پابندی سے جاتے تھے۔ اسی طرح میرے
ابتدائی زمانۂ قیام میں کینیڈا کے وزیر اعظم ڈفن بیکر تھے۔ ان کی نسبت بھی لوگ
کہتے تھے کہ اس درجہ کے مذہبی انسان ہیں۔ کہ شراب تک نہیں پیتے۔

علمی و عملی تبلیغ

میں نے وہاں کے مذہبی لوگوں میں دو باتیں
خاص طور پر نوٹ کیں۔ جنہوں نے مجھکو
بہت متاثر کیا ہے۔ ایک یہ کہ چونکہ یہاں دکھاوا۔ ریاکاری اور تصنع وبناوٹ
ہے ہی نہیں، جو بات ہے صاف اور بلا غل وغش ہے اس لئے یہاں جو رند
ہے، اسی طرح جو پارسا ہے وہ ظاہر اور باطن دونوں کے اعتبار سے یکساں
ہے اندر کا اصل حال تو خدا ہی جانتا ہے لیکن جہاں تک میری معلومات
کا تعلق ہے جو لوگ مرد ہوں یا عورت شروع سے ہی مذہب کی خدمت کو
اپنا مقصدِ زندگی قرار دے لیتے ہیں وہ بڑی سادگی سے رہتے ہیں خلوص اور

تندہی سے کام کرتے ہیں۔ جفاکشی سے گھبراتے نہیں اور دُنیاوی عیش و آرام سے بے نیاز ہو کر رہتے ہیں۔ یہ مذہب کو حصولِ جاہ و منصب کا آلہ و وسیلہ نہیں بناتے، نذرانے نہیں لیتے، چہار گونہ پابنج گونہ سفر خرچ وصول نہیں کرتے۔ انہیں اپنے کام سے کام ہوتا ہے وہ رقص و سرود کی مجالس شبانہ یا حُسن عریان و بے حجاب کی جلوہ گاہوں میں نظر نہیں آئیں گے۔ یہ عبادت کریں گے تو خالص عبادت کی غرض سے، حج اور اسمگلنگ کی نیت سے! شاید وہاں اس کا تصور بھی نہیں ملے گا۔ یہ لوگ اپنے مذہب کی خدمت اور تبلیغ کرتے ہیں تو صرف زبان سے نہیں، بلکہ علم، عمل، اور خدمت ان تینوں کے ذریعہ کرتے ہیں خدمت کے لئے فروتنی، بے نفسی، اور انکساری ضروری ہے یہ تینوں صفات ان کے اندر ہوتی ہیں۔

مذاہب کا تقابلی مطالعہ

اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ وہاں کا "مولوی" نِرا مولوی نہیں ہوتا۔ وہ اپنے مذہب کے علاوہ دُوسرے مذاہب کا بھی تقابلی مطالعہ کرتا ہے مذہبی علوم و فنون کے ساتھ علومِ جدیدہ بھی حاصل کرتا ہے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ان علوم میں درک اور کمال پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ مشنریز میں کام کرنے والوں میں آپ کو انجنیئر بھی ملیں گے۔ اور ڈاکٹر بھی، پروفیسر بھی نظر آئیں گے اور بیرسٹر بھی جو علوم و فنون کا حال ہے وہی زبانوں کا ہے، یہ لوگ کئی کئی زبانیں جانتے ہیں اور صرف شُدبُد کی حد تک نہیں بلکہ ان میں بولتے ہیں۔ تقریر کرتے اور لکھتے ہیں۔

ضابطہ اخلاق کی پابندی

مغرب میں مذہب کی نسبت ہم میں سے بعض لوگوں کا جو خیال ہے وہی اخلاقی ڈسپلن اور ضابطہ خیر و شر کے متعلق بھی ہے یعنی یہاں ابیقوریت کا دور دورہ ہے ہر شخص کو عیش طلبی اور خط جوئی کی فکر ہے لیکن جیسے وہ پہلی بات غلط تھی یہ بھی غلط ہے اس میں شک نہیں کہ مغربی سوسائٹی میں عورتوں اور مردوں کا بے باکانہ اور آزادانہ اختلاط و ارتباط، جنسی معاملات و مسائل میں ان کا لبرلزم، شراب کی افراط و بہتات، دولت اور سامانِ عشرت و نشاط کی فراوانی ان سب چیزوں نے مل ملا کر مغربی سوسائٹی کے اعصاب میں شدید قسم کا ہیجان و تشنج پیدا کر دیا ہے (اس کی تفصیل آئندہ اپنے موقع پر آئے گی) لیکن اس کے معنی ہرگز یہ نہیں ہیں کہ وہاں سرے سے کوئی ضابطہ اخلاق یا نیکی اور بدی کا کوئی معیار ہی نہیں ہے۔ ملک کا جو قانون ہے وہ خود اس ضابطہ اور معیار کا احترام کرتا ہے اور غالباً اس حد تک کہ ہم لوگوں کو اس پر تعجب ہونا چاہیئے۔ ایک دن میں نے اخبار پڑھا کہ ایک ٹیکسی ڈرائیور پر عدالت کی طرف سے محض اتنی سی بات پر جرمانہ کر دیا گیا کہ ایک شخص نے اس کو کرایہ پر لینا چاہا، مگر یہ صاف انکار کر کے آگے بڑھ گیا، ڈرائیور نے اپنی صفائی میں کہا کہ میری بیوی بیمار تھی، مجھے اس کو گھر سے لے کر شفاخانے پہونچانا تھا، اس لئے میں نے سواری بٹھانے سے انکار کر دیا۔ اس پر عدالت نے کہا تمہارا عذر واقعی معقول ہے۔ لیکن جس انداز سے تم نے اس شخص کو ٹیکسی میں بٹھانے سے انکار کیا ہے اس سے اس کو صدمہ پہونچا ہے۔ اس لئے

تم پر جرمانہ کرنا ضروری ہے تاکہ آئندہ تم کسی سے دل شکن انداز میں گفت گو نہ کرو۔

دینیات کی اہمیّت

جو قوم خود اپنی تہذیب و ثقافت اور اس کے بنیادی پس منظر اور اس تہذیب کے ترکیبی عناصر کی قدر و قیمت نہیں پہچانتی اور ان کی اہمیّت کا علمی اعتراف نہیں کرتی وہ محض دوسروں کی نقالی اور پیروی کے سہارے اپنے لئے عزت و عظمت کا کوئی مقام حاصل نہیں کر سکتی۔ یورپ اور امریکہ کی یونیورسٹیوں میں جگہ جگہ مستقل شعبہ دینیات (DIVINITY COLLEGE) کا اہتمام و انصرام ہے اور یونیورسٹیوں کے احاطہ میں ان کی وہی اہمیّت ہے جو سائنس اور آرٹس کے دوسرے شعبوں کی ہے میں نیویارک میں کولمبیا یونیورسٹی گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یونیورسٹی کے صدر دروازہ پر ہی نہایت جلی قلم سے جو عبارت کندہ ہے اس میں لکھا ہوا ہے :۔

"یہ یونیورسٹی فلاں سنہ میں خدا کے نام کی عظمت قائم کرنے کی غرض سے وجود میں لائی گئی"

اسی طرح کی عبارتیں دوسری یونیورسٹیوں میں لکھی نظر آئیں۔ دنیا کی موجودہ ترقی یافتہ قومیں اپنے مذہب، کلچر اور ثقافت کے لئے کیا کچھ کر رہی ہیں۔ ان سے قطع نظر، خود ہندوستان میں دیکھئے۔ ہمارے برادرانِ وطن اپنی پرانی تہذیب اور مذہب اور اپنے قومی علوم و فنون کی ترقی اور عروج کے لئے کیا کچھ نہیں کر رہے ہیں؟ اسی کا اثر و نتیجہ ہے کہ ہندو مغربی علوم و فنون میں کمال پیدا کرنے کے بعد بھی ذہن اور دماغ، طریقِ بود و ماند اور فکر و نظر کے اعتبار سے ہندو ہی رہے اور یہاں

یہ عالم ہوا کہ مغربی تہذیب میں بالکل جذب ہو کر اپنی خودی کو بھول گئے جیسے سر ایرک آشبی (SIR ERIC ASHBY) جو عہدِ حاضر کے برطانوی سائنٹسٹ اور ماہرِ تعلیم ہیں۔ ان کا ایک بڑا فاضلانہ مقالہ انڈیا اور افریقہ کی یونیورسٹیوں پر لندن یونیورسٹی کے اسکول آف اورینٹل اینڈ امریکن اسٹڈیز کے ایک بلیٹن میں ۱۹۶۱ء میں شائع ہوا تھا اس میں انہوں نے اسی چیز کا رونا رویا ہے کہ چونکہ ہندوستانی یونیورسٹیوں میں مذہب اور مشرقی علوم وفنون کی تعلیم پر زیادہ زور نہیں دیا گیا اسی لئے ان یونیورسٹیوں سے ہندو اور مسلمان جو تعلیم پاکر نکلے۔ وہ اسی تاریخ اور فلسفہ سے تو متاثر تھے جس کی جڑیں بحیرِ روم اور عیسائیت میں ہیں۔ لیکن وہ خود اپنی تہذیب اور کلچر کی قدروں سے ناآشنا رہے ..... یہ بات مسلمانوں کے جدید تعلیم یافتہ طبقہ پر زیادہ صادق آتی ہے اور ہندوؤں پر کم مگر زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ خود ہم کو اس کا احساس نہیں، اور احساس ہے تو سات سمندر پار بیٹھی ہوئی اس قوم کے بالغ نظر افراد کو ہے جس کی تہذیب کی نقالی میں ہم خود اپنے آپ کو بھول گئے ہیں۔ اور یہ بالغ نظر افراد وہ ہیں جو ایشیائی اقوام کی ذہنی اور دماغی پسماندگی و زبوں حالی کے اسباب کا سراغ لگا رہے ہیں اور اس پر ریسرچ کر رہے ہیں ؂

آئندہ پروگرام

دوسرے نمبر پر "خدا اور سائنس" کے عنوان سے مقالہ پیش کیا جا رہا ہے جس میں باری تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق سائنس کے تازہ ترین انکشافات و ایجادات سے، قوی شہادت فراہم کی گئی ہے

کوہستان پرنٹنگ پریس ملتان میں طبع ہوا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں انسانی زندگی کی پوری رہنمائی کرنیوالے

تعمیری افکار اور تاریخی معلومات کے نادر شاہکار

تصنیفات و تالیفات :- منشی عبد الرحمن خان

نمبر	کتاب	پیسے — روپے
۱	تعارفِ قرآنی	۵۰ — ۱
۲	بصائرِ قرآنی	۰۰ — ۲
۳	احکامِ قرآنی	۵۰ — ۳
۴	اخلاق و آداب	۰۰ — ۶
۵	اقبال اور مسٹر	۵۰ — ۱
۶	مشاہدات و واردات	۰۰ — ۶
۷	داستانِ عمل (یعنی سلف کی عملی زندگی)	۰۰ — ۶
۸	حقائق و معارف (انتخابِ اشعار)	۵۰ — ۳
۹	خضر و مسیحا (انتخاب اسلامی منظومات)	۵۰ — ۲
۱۰	سیرتِ اشرف (یعنی سوانح مولانا اشرف علی تھانویؒ)	۰۰ — ۱۲
۱۱	تعمیرِ پاکستان و علمائے ربانی	۵۰ — ۳
۱۲	فتنۂ پرویز و حقیقتِ حدیث	۰۰ — ۳
۱۳	انسانیت حیوانیت کی راہ پر	۰۰ — ۴
۱۴	عورت انسانیت کے آئینہ میں	۰۰ — ۴

خطباتِ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی

مرتبہ :- منشی عبد الرحمن خان

۱ دنیا و آخرت — ۲ علم و عمل — ۳ دین و دنیا — ۴ میلاد النبیؐ — ۵ حقوق و فرائض — ۶ نظامِ شریعت — ۷ حقیقتِ عبادت — ۸ حقیقتِ مال و جاہ — ۹ فضائل صبر و شکر — ۱۰ فضائل صوم و صلوٰۃ

(قیمت فی جلد آٹھ روپے)

ہر جلد کا حجم قریباً ۴۰۰ صفحات۔ عمدہ کاغذ و کتابت و طباعت۔ سنہری ڈائیدار جلد

خطبات ہلالِ پاکستان ڈاکٹر جسٹس ایس، اے، رحمن۔ جج سپریم کورٹ پاکستان

مرتبہ :- منشی عبد الرحمن خان

حدیثِ دل — — — — — — — — — — ۵ روپیہ

ان ۲۵ کتابوں کے مکمل رحمانی سیٹ کے خریدار کو ایک تہائی رعایت دی جائیگی

ادارۂ اشاعتِ علوم اسلامیہ۔ پھجلیکٹ۔ ملتان شہر۔ فون نمبر ۲۶۷۵

سرورق پرویز پرنٹنگ پریس ملتان میں باہتمام فدا حسین خان طبع ہوا

فکر و نظر کے لئے ایک حیات آموز اور حیات افروز پیشکش
حدیثِ دل
از ہلالِ پاکستان ڈاکٹر جسٹس ایس۔ اے۔ رحمان صاحب جج سپریم کورٹ پاکستان
یہ کتاب آپ کے ان خطبات کا مجموعہ ہے جو آپ نے سنہ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۶۲ء تک وقتاً فوقتاً
علمی، ادبی، اسلامی مجالس میں دیئے۔ ان میں:۔
عالمی بے چینی و اضطراب کا حل پیش کیا گیا ہے۔ جس میں اس وقت دنیا گرفتار ہے۔
زندگی کی ان راہوں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو فوز و فلاح کی منزل تک پہنچاتی ہیں۔
ان بلند اقدار کی شرح و تفسیر کی گئی ہے جو زندگی کی تاریک راہوں کو منور کرتی ہیں۔
ان قومی امراض کا مؤثر علاج تجویز کیا گیا ہے جس میں اس وقت ساری قوم مبتلا ہے۔
روزمرہ کے نئے مسائل و مشکلات کو سلجھانے کا ایسا طریقہ بتلایا گیا ہے جس سے شریعت کا
روپ اور دین کی روح برقرار رہے۔
ان اسباب و علل کی تفصیل پیش کی گئی ہے جو پاکستان کو معرضِ وجود میں لانے کا باعث ہوئے۔
ان اسلامی اصولوں کی نشاندہی کی گئی ہے جن کا پاکستان کی تعمیرِ نو اور اس کے بقاء و سلامتی
کے لئے اختیار کرنا اشد ضروری ہے۔
کتابت، طباعت، کاغذ عمدہ، سیاہ پارچہ کی سنہری ڈائیدار جلد حجم ۳۶۸ صفحات، قیمت پانچ روپے
ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ اشرف المعارف، چہلیک
جمع کی ہوئی دولت بالعموم ان کے کام آتی ہے جن سے چھپا کر جمع کی جاتی
منصوبوں پر خرچ کیا جائے جس کی یہ امانت ہے، تو یہ آخرت میں بھی کام آسکتی ہے
پر کم از کم ایک روپیہ ماہوار یا زیادہ سے زیادہ جس قدر آپ چاہیں خرچ کر کے نصف
جنگ میں محفوظ کر سکتے ہیں بلکہ دنیا کے ہر حصہ میں قرآن و اسلام کا پیغام بھی پہنچا سکتے ہیں۔ فارم کیفیت
مفت طلب کریں اور یہ رسالہ خود پڑھنے کے بعد دوسروں کو بھی پڑھائیں۔ نذیر احمد خان ناظم ادارہ
یہ صفحہ پاکیزہ اشتہارات کیلئے مخصوص ہے